NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.4, Issue 02, July to Dec. 2025,
Page No. 34-44

حضرت خواجہ پیر ثناء محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام قربِ الٰہی: تصوف کی روشنی میں روحانی جستجو

The Message of Divine Proximity by Hazrat Khwaja Pir Sana Muhammad Chishti: Spiritual Quest in the Light of Sufism

Hassan Fareed Chishti
MPhil Scholar (Islamic studies) ,The University of Faisalabad.
hassanfareedchishti@gmail.com
Dr. Hifsa Munawar (Corresponding Author)
Assistant professor, Department of Islamic Studies, The University of Faisalabad.
hifsamunawar.ias@tuf.edu.pk

Abstract

Hazrat Khawaja Peer Sana Muhammad Chishti (رحمتہ اللہ علیہ)is a central figure in Sufism, whose teachings guide individuals on the path to spiritual closeness with Allah. His message emphasizes the purification of the heart, self-awareness, and complete reliance on God (Tawakkul). Central to his teachings is the idea of dissolving the ego and seeking Fana fi Allah, where one's identity merges with the Divine. Hazrat Khawaja Sahib stresses the importance of devotion, prayer (Dua), and remembrance (Zikr) as tools for spiritual growth. His teachings also highlight the significance of patience, inner peace, and the pursuit of Allah's pleasure as the ultimate goal. Through his life, he demonstrated practical spirituality, showing how one can balance material life with spiritual elevation. His message continues to inspire individuals to seek divine closeness and live a life rooted in faith, humility, and love for Allah.

Keywords: Tawakkul, Fana fi Allah,Zikr, Tazkiyah (Purification of the heart), Divine Closeness

ARTICLE INFO
Article History:
Received:
18-10- 2025
Revised:
19-10- 2025
Accepted:
20-10- 2025
Online:
2-12- 2025

CC BY

I. موضوع کا تعارف

حضرت خواجہ پیر ثناء محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ، سلسلہ عالیہ چشتیہ کے افق پر طلوع ہونے والے اُن آفتابانِ حقیقت میں سے ہیں جنھوں نے انیسویں صدی کی روحانی شب میں نورِ ہدایت کی قندیلیں روشن کیں۔ آپ کا وجود سراپا تقویٰ، آپ کی نگاہ مجسم فقر، اور آپ کی صحبت ایک زندہ ذکر تھی جو قلوب کو منور اور ارواح کو بیدار کرتی تھی۔ آپ کی ذاتِ گرامی نہ صرف راہِ طریقت کے سالکین کے لیے مشعلِ راہ تھی بلکہ آپ کی مجالس، قلوب کی تطہیر اور نفوس کی تہذیب کا آئینہ بنیں۔ حضرت خواجہ پیر ثناء محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات ایک بلند وبالا روحانی رہنمائی فراہم کرتی ہیں جو انسان کو اللہ کی طرف سفر کرنے اور اس کی قربت حاصل کرنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ ان کا پیغام تصوف کی روشنی میں دل کی صفائی، نفس کی اصلاح اور اللہ کی رضا کی جستجو پر مرکوز ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کی تعلیمات میں روحانی سکون اور حقیقی کامیابی کے حصول کا راز توکل، محبتِ الٰہی اور فنا فی اللہ میں پوشیدہ ہے۔ ان کے مطابق، عبادت کا حقیقی مفہوم صرف ظاہری اعمال نہیں، بلکہ دل کی خلوص اور روح کی پاکیزگی میں ہے۔ ان کی زندگی اور تعلیمات نے ہمیں یہ سکھایا کہ اللہ کی قربت کے حصول کا راستہ خودی کے خاتمے، صبر، دعا اور ذکر میں مضمر ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کا پیغام صرف ایک روحانی فلسفہ نہیں، بلکہ ایک عملی زندگی گزارنے کی دعوت ہے جس میں انسان اپنی روح کی تکمیل اور اللہ کی رضا کی طلب کرتا ہے۔ اس تمہیدی پیراگراف میں ہم حضرت خواجہ کی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں کو کھول کر ان کی روحانی جستجو کے عمیق اصولوں کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

حضرت خواجہ پیر ثناء محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات نے روحانیت کے اصل مفہوم کو اجاگر کیا ہے اور ان کی رہنمائی میں انسان کو اس بات کا شعور ہوتا ہے کہ اللہ کی قربت حاصل کرنے کے لیے صرف عبادت کافی نہیں بلکہ دل کی صفائی، نفس کی تزکیہ اور اللہ کی رضا کی طلب میں سرشار ہونا ضروری ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اپنے عمل اور پیغام سے یہ واضح کیا کہ سچی روحانیت اللہ کے ساتھ تعلق کی گہرائیوں میں جڑتی ہے، جہاں انسان کا دل صرف اللہ کی محبت سے لبریز ہوتا ہے۔ ان کی تعلیمات میں "فنا فی اللہ" کا تصور انسان کے داخلی انقلاب کی طرف رہنمائی کرتا ہے، جس میں فرد اپنی خودی کو مکمل طور پر اللہ کی رضا میں گم کر دیتا ہے۔ یہ روحانی جستجو صرف فرد کی ذاتی ترقی کا راستہ نہیں بلکہ ایک جامع اور بامقصد زندگی کی بنیاد ہے، جو نہ صرف روح کی تسکین بلکہ دنیا میں امن اور سکون کا بھی باعث بنتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کی تعلیمات ایک روشن چراغ کی مانند ہیں جو انسان کو اندھیروں سے نکال کر نور کی جانب رہنمائی کرتی ہیں۔

"خودی کی حقیقت کو پہچانو: تصوف میں اللہ کی طرف سفر اور غیر خدائی قوتوں سے بچنا"

حضرت خواجہ پیر ثناء محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک شعر ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

" ثناء محمد مَن عَرَفَ "نوں پڑھ
تے سوچ تے ڈھونڈھ خُدانوں
نہ کر سجدہ غیر خُدانوں
آپے اپنا رکھ دھیا"[1]

یہ شعر حدیث مبارکہ کی بہت ہی احسن انداز میں وضاحت کرتا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا

" مَن عَرَفَ نَفسَهُ فَقَد عَرَفَ رَبَّه" [2]

" جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا"

حضرت خواجہ پیر ثناء محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ شعر اور وہ حدیث " جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا"

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.4, Issue 02, July to Dec. 2025,
Page No. 34-44

ایک ہی روحانی حقیقت کو بیان کرتے ہیں۔ خواجہؒ صاحب کا یہ شعر انسان کو خود شناسی کی طرف رہنمائی کرتا ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں

" مَن عَرَفَ نوں پڑھ
تے سوچ تے ڈھونڈھ خُدانوں
نہ کر سجدہ غیر خُدانوں
آپے اپنا رکھ دھیان"

اس شعر کا پیغام یہ ہے کہ انسان کو سب سے پہلے اپنی حقیقت کو پہچاننا چاہیے، کیونکہ جب انسان اپنے نفس کی حقیقت کو جان لیتا ہے، تو اس کے دل میں اللہ کی معرفت اور قربت کی جستجو پیدا ہوتی ہے۔ حضرت خواجہؒ صاحب نے یہ شعر اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر انسان اپنی حقیقت (نفس) کو سمجھے گا، تبھی وہ اللہ کو حقیقت میں پہچان سکے گا۔ اسی طرح حدیث "جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا" بھی ہمیں یہی سکھاتی ہے کہ اپنی داخلی حقیقت کو جاننا اور اس کی اصلاح کرنا ضروری ہے تاکہ اللہ کی حقیقت کو پہچانا جاسکے۔ حضرت خواجہؒ صاحب کا شعر "نہ کر سجدہ غیر خُدانوں" بھی یہی پیغام دیتا ہے کہ انسان کی عبادت کا مرکز صرف اور صرف اللہ ہی ہونا چاہیے۔ جب انسان اپنے نفس کو جانتا ہے، تو وہ غیر خدائی قوتوں سے دور رہ کر، اللہ کی ذات میں اپنی توجہ مرکوز کرتا ہے۔ حضرت خواجہؒ صاحب کے اس شعر اور اس حدیث کا پیغام یہ ہے کہ انسان کا روحانی سفر خود شناسی سے شروع ہوتا ہے، اور جب وہ اپنے نفس کی حقیقت کو سمجھتا ہے، تب وہ اللہ کی قربت حاصل کرتا ہے اور صرف اللہ ہی کی عبادت کرتا ہے۔ اس عمل میں نفس کی صفائی اور اصلاح کی ضرورت ہے تاکہ روحانی سکون اور اللہ کی رضا حاصل کی جاسکے۔

2. نفس کی پہچان، تصوف کا آغاز

قرآنِ حکیم میں ارشادِ ربانی ہے کہ

"وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا" [3]

" اور نفس کی قسم، جسے اس نے درست کیا"

یہ آیت نفس کی تخلیق اور اس کی فطری حالت کی اہمیت کو بیان کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے نفس کو پیدا کرنے کے بعد اسے صحیح طور پر متوازن اور منظم کیا، تاکہ انسان اپنی فطری صلاحیتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کر سکے۔ نفس کی صحیح تنظیم انسان کے روحانی اور اخلاقی ارتقاء کے لیے ضروری ہے۔ یہ آیت تصوف کی اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ انسان کا سفر روحانیت کی طرف اس کی اپنی ذات، یعنی نفس کی پہچان سے شروع ہوتا ہے۔ تصوف کا مقصد نفس کی اصلاح اور اس کے برے رجحانات کو دور کرنا ہے تاکہ انسان اللہ کے قریب پہنچ سکے۔ نفس کی پہچان اس بات کا شعور دینے کا عمل ہے کہ انسان اپنی فطری حالت کو سمجھ سکے، جو کہ اللہ کی تخلیق سے متوازن ہے۔ جب انسان اپنے نفس کی حقیقت کو پہچانتا ہے، تب وہ اپنی اصلاح کی طرف قدم بڑھاتا ہے اور اللہ کی رضا کے راستے پر گامزن ہوتا ہے۔ تصوف میں نفس کی اصلاح اور تزکیہ کو اولین اہمیت دی جاتی ہے، کیونکہ یہی نفس کی پہچان کے بغیر انسان کی روحانی ترقی ممکن نہیں۔

3. اللہ کی طرف سفر: تصوف کا مقصد

قرآنِ حکیم میں ارشادِ ربانی ہے کہ

" وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ" [4]

" اور تمہارا رزق آسمان میں ہے اور جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ بھی وہاں ہے۔"

Vol.4, Issue 02, July to Dec. 2025,
Page No. 34-44

یہ آیت اللہ کی رحمت اور قدرت کی نشاندہی کرتی ہے کہ رزق اور تقدیر کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے، اور وہ انسان کے لیے جو کچھ مقدر کرتا ہے، وہ آسمان پر اس کے نصیب میں لکھا ہوا ہے۔ تصوف کی روشنی میں، یہ آیت انسان کے روحانی سفر کو بیان کرتی ہے، جس میں انسان کا مقصد اللہ کے قریب پہنچنا ہوتا ہے۔ اللہ کی طرف سفر کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی تمام تر توجہ اور محنت اللہ کی رضا کی طرف مرکوز کرے، کیونکہ اسی میں اُس کا رزق، سکون، اور روحانی کامیابی ہے۔ رزق کا ذکر یہاں محض مادی چیزوں تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس میں روحانی رزق، اللہ کی ہدایت، اور روحانیت کی بلندیاں بھی شامل ہیں۔ تصوف کے مطابق، اللہ کی طرف سفر میں انسان کی تمام کوششوں کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی رضا کا حصول اور اُس کی قربت ہے[5]، جیسا کہ رزق آسمان سے آتا ہے، ویسے ہی انسان کی روحانی ترقی اور اللہ کی قربت بھی اللہ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ یہ آیت ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ دنیا کی تمام مشغولیات اور کوششیں اس حقیقت کے تحت ہونی چاہئیں کہ ہمارا رزق اور ہمارا حقیقی مقصد اللہ کی رضا ہے، اور یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ تصوف کا مقصد اس حقیقت کا ادراک اور اس پر عمل کرنا ہے، تاکہ انسان اللہ کے ساتھ ایک گہرا تعلق قائم کرے اور اس کی قربت حاصل کرے۔

4. غیر خدائی قوتوں سے بچنا: تصوف کی اصل

قرآنِ حکیم میں ارشادِ ربانی ہے کہ

"فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ"[6]

"پس تم اللہ کی طرف دوڑو"

یہ آیت انسان کو ایک اہم روحانی رہنمائی فراہم کرتی ہے، جو تصوف کی بنیاد پر ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انسان کو اپنی تمام تر توجہ، توانائی اور کوششیں صرف اللہ کی طرف مرکوز کرنی چاہیے۔ "فِرّوا" کا لفظ "دوڑنے" کے معنوں میں آتا ہے، جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ کی طرف رجوع کرنے میں کوئی سستی یا توقف نہیں ہونا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو کسی بھی قسم کی دنیاوی خواہشات، لذتوں، یا غیر خدائی قوتوں کی طرف متوجہ ہونے سے بچنا چاہیے، بلکہ اپنی تمام تر توجہ اور کوششوں کو صرف اللہ کی رضا کی تلاش میں صرف کرنا چاہیے۔ تصوف میں "غیر خدائی قوتوں سے بچنا" کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے دل و دماغ سے ہر قسم کی ایسی خواہشات اور ارادوں کو نکالے جو اللہ کے راستے سے ہٹ کر ہوں۔ نفس کی خواہشات، دنیا کی عارضی لذتیں، اور غیر خدائی قوتیں وہ تمام چیزیں ہیں جو انسان کے روحانی سفر میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ تصوف کی تعلیمات میں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ ان تمام خواہشات اور غیر خدائی قوتوں سے بچنا ضروری ہے، تاکہ انسان اپنی روحانی ترقی اور اللہ کی قربت حاصل کر سکے۔ "غیر خدائی قوتوں" سے مراد وہ تمام قوتیں اور چیزیں ہیں جو انسان کے دل اور عقل کو اللہ کی محبت اور یاد سے غافل کر دیتی ہیں۔ ان میں دنیاوی لذتیں، مال و دولت، شہرت، طاقت، اور انسان کا اپنے نفس کی اتباع کرنا شامل ہیں۔ تصوف میں ان قوتوں کو ترک کرنا اور صرف اللہ کی طرف رجوع کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے، کیونکہ یہی روحانیت کی کامیابی کی کنجی ہے۔ اس آیت کے مطابق، اللہ کی طرف دوڑنا صرف عبادات میں مشغول ہونے یا ذکر کرنے تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اللہ کی رضا کو اولیت دے، اپنے دل اور روح کو ہر قسم کی غیر خدائی قوتوں سے پاک کرے، اور ہر لمحہ اللہ کی ہدایات اور اس کے راستے پر چلنے کی کوشش کرے۔ تصوف میں اس اصول کو "تصفیہ" یا "تزکیہ نفس" کہا جاتا ہے، جس کا مقصد نفس کی صفائی اور اس کی فطری حالت کو اللہ کی رضا کے مطابق ڈھالنا ہے۔ تصوف کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے اندر موجود ہر غیر خدائی قوت کو پہچانے اور اُس سے بچنے کی کوشش کرے، تاکہ وہ اپنے روحانی سفر میں اللہ کی رضا کو حاصل کر سکے۔ اس آیت کی تصوف کے حوالے سے وضاحت یہ ہے کہ جب انسان اپنے دل کو اللہ کے ساتھ جوڑتا ہے، اس کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی قربت حاصل کرنا ہوتا

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.4, Issue 02, July to Dec. 2025,
Page No. 34-44

ہے۔ وہ دنیا کی عارضی خوشیوں، غیر خدائی قوتوں اور خواہشات کو ترک کرتا ہے، کیونکہ اس کا ایمان ہے کہ اللہ کی رضا میں ہی اس کی حقیقی کامیابی اور سکون ہے۔ تصوف کا یہ پیغام ہے کہ انسان اللہ کی طرف دوڑے، اس کے ذکر اور عبادت میں مستغرق ہو، اور ہر غیر خدائی قوت سے بچ کر اپنی زندگی کا مقصد اللہ کی رضا میں پائے

5. **روحانیت میں صبر کی اہمیت**

قرآنِ حکیم میں ارشادِ ربانی ہے کہ

" وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ " [7]

" اور صبر کرو، اور تمہارا صبر اللہ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔"

یہ آیت روحانیت اور تصوف میں صبر کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ صبر ایک ایسا روحانی وصف ہے جو انسان کو ہر قسم کی آزمائش، مشکلات، اور فتنوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت فراہم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ ہدایت کہ "تمہارا صبر اللہ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا" اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ حقیقی صبر اللہ کی مدد اور ہدایت سے ہی ممکن ہے، اور یہ صبر روحانی ترقی اور اللہ کی رضا کی جانب بڑھنے کے لیے ضروری ہے۔ روحانیت میں صبر کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے دل و دماغ کو سکون میں رکھے، چاہے وہ دنیاوی آزمائشیں ہوں یا روحانی مشکلات، اور وہ اللہ کی رضا میں راضی رہنے کی کوشش کرے۔ تصوف میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہر آزمائش ایک موقع ہے، جس کے ذریعے انسان اپنی روحانیت کو مزید نکھار سکتا ہے، اور اس سفر میں صبر ایک ایسا ہنر ہے جو انسان کو اللہ کے قریب پہنچاتا ہے۔ صبر کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ یہ انسان کو نفس کی خواہشات اور دنیاوی لذتوں سے بلند کرتا ہے، کیونکہ نفس کو اکثر مشکلات اور تکالیف سے بچنے کی کوشش ہوتی ہے، لیکن روحانی ترقی کے لیے انسان کو صبر کی حالت میں رہنا ضروری ہوتا ہے[8]۔ تصوف کی تعلیمات کے مطابق، صبر سے انسان اپنے اندر کی عاجزی اور تسلیم کو بڑھاتا ہے، اور وہ اللہ کی رضا کے مطابق ہر حال میں خوش رہتا ہے، چاہے حالات اچھے ہوں یا برے۔ اللہ کی مدد کے بغیر صبر کا ممکن نہ ہونا یہ بھی بتاتا ہے کہ حقیقی صبر انسان کے اپنے ارادوں اور طاقت سے نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے آنے والی طاقت اور ہدایت سے آتا ہے۔ جب انسان اللہ کی رضا پر راضی ہو جاتا ہے اور اُس کی مدد کو تسلیم کرتا ہے، تب وہ صبر کے ساتھ ہر امتحان کا مقابلہ کرتا ہے اور اس کے ذریعے روحانیت میں ترقی کرتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مدد کا تذکرہ اس بات کا اشارہ ہے کہ انسان کی روحانی کامیابی اور آزمائشوں پر قابو پانے کے لیے اللہ کی ہدایت اور مدد کا ہونا ضروری ہے۔ تصوف میں انسان اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کرتا ہے، اپنی مشقتوں کو اللہ کی رضا کے تابع کرتا ہے، اور اس عمل کے ذریعے اللہ سے قربت حاصل کرتا ہے۔

6. **اللہ کی رضا: سب سے بڑا مقصد**

قرآنِ حکیم میں ارشادِ ربانی ہے کہ

" رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ " [9]

" اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔"

یہ آیت ایک بلند روحانی مقصد کی عکاسی کرتی ہے، جو تصوف اور روحانیت میں سب سے اہم ہے: اللہ کی رضا کا حصول۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی خصوصیت بیان کی ہے۔ جو اللہ کی رضا کو اپنے زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں، اور اس کے بدلے اللہ بھی ان سے راضی ہوتا ہے۔ تصوف میں یہی روحانی سفر ہے: اللہ کی رضا کو تلاش کرنا اور اس کی رضا کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد بنانا۔ یہ آیت ایک بلند روحانی مقصد کی عکاسی کرتی ہے، جو تصوف اور روحانیت میں سب سے اہم ہے: اللہ کی رضا کا حصول۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی خصوصیت

Vol.4, Issue 02, July to Dec. 2025,
Page No. 34-44

بیان کی ہے جو اللہ کی رضا کو اپنے زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں، اور اس کے بدلے اللہ بھی ان سے راضی ہوتا ہے۔ تصوف میں یہی روحانی سفر ہے: اللہ کی رضا کو تلاش کرنا اور اس کی رضا کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد بنانا۔ اللہ کی رضا کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کے تمام عملوں میں اللہ کی ہدایات کے مطابق عمل کرے، اس کی رضا کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہو، اور اس کی رضا کی خاطر دنیا کی عارضی خوشیوں کو ترک کر دے[10]۔ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے انسان کو اپنے نفس کو قابو میں رکھنا پڑتا ہے اور اس کے تمام عمل، خواہ وہ عبادات ہوں یا دنیاوی معاملات، اللہ کی رضا کے مطابق ہونے چاہئیں۔ تصوف میں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ اللہ کی رضا کے حصول کی سب سے اہم شرط یہ ہے کہ انسان اپنے دل کی گہرائیوں سے اللہ کے ساتھ تعلق قائم کرے اور ہر عمل کو اللہ کی خوشنودی کے لیے کرے۔ اس میں انسان کا مقصد محض دنیاوی فائدہ یا شہرت نہیں بلکہ اللہ کی رضا کی تکمیل ہوتی ہے۔ جب انسان اللہ کی رضا میں راضی ہو جاتا ہے، تو اللہ بھی اس سے راضی ہوتا ہے، اور یہی وہ مقام ہے جہاں انسان روحانی سکون اور اطمینان محسوس کرتا ہے۔ "رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ" کی وضاحت یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی رضا کو اپنی زندگی کا مقصد بناتا ہے، اللہ اس کی زندگی کو بابرکت کر دیتا ہے اور اسے ہر حال میں سکون اور کامیابی عطا کرتا ہے۔ تصوف میں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ انسان کو اپنی زندگی میں کسی بھی مقصد کو اللہ کی رضا سے بلند نہ سمجھنا چاہیے، کیونکہ اللہ کی رضا میں ہی حقیقی کامیابی اور سکون کا راز چھپا ہوا ہے۔ یہ آیت ہمیں سکھاتی ہے کہ روحانیت کا اصل مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے، اور یہی وہ معیار ہے جس پر انسان کا روحانی سفر کامیاب ہوتا ہے۔

7. محبتِ الٰہی: تصوف کی روح

قرآنِ حکیم میں ارشادِ ربانی ہے کہ

"قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ"[11]

" کہہ دو، اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا۔"

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے ساتھ تعلق کی اہمیت کو بیان کرتی ہے، جو تصوف کا اصل مقصد اور روح ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے محبتِ الٰہی کے حصول کا راستہ واضح کر دیا ہے، اور وہ راستہ ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان اللہ سے محبت کرنا چاہتا ہے تو اسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقۂ زندگی، آپ کی سنت اور آپ کی تعلیمات کو اختیار کرنا ہوگا۔ تصوف میں محبتِ الٰہی کا مفہوم[12] یہ ہے کہ انسان اپنے دل میں اللہ کی محبت کو اولیت دے، اور اپنی تمام تر کوششیں اور زندگی کے ہر پہلو کو اللہ کی رضا کے تابع کر دے۔ محبتِ الٰہی میں انسان کا دل اللہ کی رضا کی طرف اس طرح مائل ہوتا ہے کہ وہ ہر عمل کو اللہ کے راستے پر چلتے ہوئے انجام دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی ساری زندگی میں ہر قدم، ہر عمل، اور ہر عبادت اللہ کی محبت اور رضا کے لیے ہو۔ اللہ کی محبت کی دلیل اس آیت میں یہ دی گئی ہے کہ اللہ کی محبت کو پانے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ضروری ہے۔ تصوف میں یہ بات سمجھائی جاتی ہے کہ جس طرح ایک مخلص عاشق اپنے معشوق کی رضا کے لیے اس کی ہر بات کو مانتا ہے، ویسے ہی اللہ سے محبت کرنے والا انسان نبی کی ہر تعلیمات اور سنت کو اپنی زندگی میں ڈھالتا ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے سے اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ یہ آیت ہمیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ اللہ کی محبت کا نتیجہ صرف محبت نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ اللہ کے گناہوں کی معافی بھی ہے۔ جب انسان اللہ کی رضا کی خاطر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتا ہے، تو اللہ اسے اپنے گناہ معاف کرتا ہے اور اپنی محبت سے نوازتا ہے۔ تصوف میں یہی وہ روحانی مقام ہے جہاں انسان اللہ کی محبت کی جستجو کرتا ہے اور نبی کی پیروی کرتے ہوئے اپنے دل میں اللہ کے قریب ہونے کی لذت کو

محسوس کرتا ہے۔ محبتِ الٰہی تصوف کی اصل روح ہے، کیونکہ تصوف میں انسان کا مقصد اللہ کے ساتھ ایک گہرا تعلق قائم کرنا اور اس کی محبت میں غرق ہونا ہوتا ہے۔ جب انسان اللہ کی محبت میں ڈوبتا ہے، تو وہ دنیا کی فانی محبتوں سے بلند ہو کر اللہ کی رضا میں اپنی خوشی تلاش کرتا ہے۔ یہ آیت ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ اللہ کی محبت صرف نبی کی پیروی سے ممکن ہے، اور یہی پیروی انسان کو اللہ کے قریب لے جاتی ہے، جہاں وہ گناہوں کی معافی اور روحانی سکون پاتا ہے۔

8. قلب کا تزکیہ: روحانی ترقی کا راستہ

قرآنِ حکیم میں ارشادِ ربانی ہے کہ

" يُطَهِّرُ قُلُوبَكُمْ " [13]

" وہ تمہارے دلوں کو پاک کرتا ہے۔"

یہ آیت دل کی صفائی اور تزکیہ کی اہمیت کو بیان کرتی ہے، جو روحانیت اور تصوف میں ایک بنیادی اصول ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلوں کی صفائی کا ذکر کیا گیا ہے، اور یہ تصوف میں "تزکیہ" کہلاتی ہے۔ تزکیہ یعنی دل کی صفائی، وہ عمل ہے جس کے ذریعے انسان اپنے دل کو ہر قسم کی برائیوں، خواہشات، اور گناہوں سے پاک کرتا ہے، تاکہ وہ اللہ کی محبت اور رضا کے قابل ہو۔ دل کا تزکیہ تصوف میں روحانی ترقی کا اولین اور اہم ترین راستہ سمجھا جاتا ہے۔ دل انسان کا مرکزِ احساس اور ارادے کا مقام ہوتا ہے، اور اس کے اندر جو کچھ ہے وہ انسان کے اعمال میں ظاہر ہوتا ہے۔ اگر دل صاف اور پاک ہو، تو اس کے اعمال بھی اللہ کی رضا کے مطابق ہوتے ہیں، اور انسان کی روحانی ترقی ممکن ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس کی کوشش انسان کو دنیاوی خواہشات اور نفس کی کجیوں سے دور کر کے اللہ کے قریب کرتا ہے۔ یہ آیت ہمیں یہ بتاتی ہے کہ دل کی پاکیزگی اللہ کی جانب سے عطا ہوتی ہے۔ انسان اپنے آپ کو محنت اور روحانی جدوجہد کے ذریعے پاک کر سکتا ہے، لیکن حقیقی صفائی اور دل کی طہارت اللہ کی مدد سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ تصوف میں انسان اپنے اندر کی برائیوں کو پہچانتا ہے اور اللہ کے ذکر، عبادت، اور اپنے نفس کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس کے دل میں صرف اللہ کی محبت، خوف، اور رضا کی خواہش ہو۔ قلب کا تزکیہ کی کوششوں کا مقصد صرف برائیوں سے بچنا نہیں بلکہ اللہ کی طرف رجوع کرنا اور اس کے قریب جانا ہے۔ جب دل اللہ کے ذکر سے بھر جاتا ہے اور دنیاوی لذتوں اور خواہشات سے آزاد ہو جاتا ہے، تو وہ روحانی سکون اور سکونت پاتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں انسان اللہ کی رضا کے مطابق زندگی گزارنے کے قابل ہوتا ہے۔ تصوف میں دل کا تزکیہ انسان کی روحانی ترقی کے لیے ایک لازمی قدم ہے، کیونکہ جب دل پاک ہوتا ہے، تو انسان کا پورا وجود اللہ کی رضا اور محبت کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

انسان اپنے اندر کی صفائی اور روح کی تطہیر کے ذریعے اللہ کی طرف ایک قدم اور بڑھتا ہے، اور یہی راستہ اسے حقیقی روحانی کامیابی کی طرف لے جاتا ہے۔ اس آیت کی وضاحت یہ ہے کہ اللہ ہی وہ ہے جو دلوں کو پاک کرتا ہے، اور اس کی مدد کے بغیر انسان کا دل کبھی صحیح معنوں میں صاف اور پاک نہیں ہو سکتا۔ تصوف اور روحانیت میں یہی عمل، تزکیہ نفس اور دل کی صفائی انسان کی روحانی ترقی کے لیے ضروری ہیں۔ جب دل صاف ہوتا ہے، تو انسان کی زندگی میں اللہ کی طرف سے سکون اور روحانی کامیابی آتی ہے۔

ثناء محمد "مَن عَرَفَ "نوں پڑھ
تے سوچ تے ڈھونڈھ خُدا نوں
نہ کر سجدہ غیر خُدا نوں
آپے اپنا رکھ دھیان

اس شعر کی تشریح

حضرت خواجہ پیر ثناء محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ شعر تصوف کے گہرے مفاہیم کو بیان کرتا ہے۔ یہ شعر انسان کو اپنی روحانیت کے راستے پر گامزن کرنے کے لیے ایک روحانی پیغام ہے۔ اس شعر میں نہ صرف اللہ کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے، بلکہ انسان کے اندر کی جستجو اور اس کے باطن کو بھی کھولا گیا ہے۔ آیئے اس شعر کی تفصیل میں جائیں

8.1 "ثناء محمد 'مَن عَرَفَ 'نوں پڑھ"

شاعر کا یہ پہلا مصرعہ "ثنا محمد من عرف نوں پڑھ "[14] حضرت خواجہ کے تصوف کے پیغام کا آغاز کرتا ہے۔ "مَن عَرَفَ" ایک بہت اہم اصطلاح ہے جس کا تعلق حدیثِ نبوی ﷺ سے ہے: "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ "یعنی "جو اپنے نفس کو جانتا ہے، اس نے اپنے رب کو جانا"۔ حضرت خواجہ اس شعر میں انسان کو اپنے نفس کی حقیقت کو پہچاننے کی دعوت دے رہے ہیں۔ تصوف میں یہ بات اہمیت رکھتی ہے کہ انسان اپنے نفس اور باطن کو سمجھے، کیونکہ یہی انسان کے روحانی سفر کی بنیاد ہے۔ "مَن عَرَفَ "کا مفہوم صرف عقل سے نہیں بلکہ دل کی گہرائی سے سمجھا جاتا ہے۔ جب انسان اپنے نفس کی حقیقت کو پہچانتا ہے، تب وہ حقیقتِ الٰہی کو سمجھنے کے قریب پہنچتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں انسان اپنی روحانی جستجو کو شروع کرتا ہے۔

8.2 "تے سوچ تے ڈھونڈھ خُدا نوں"

یہ مصرعہ "تے سوچ تے ڈھونڈھ خُدا نوں"[15] انسان کو اپنی تلاش کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ حضرت خواجہ پیر ثناء محمد چشتی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "خُدا" کو تلاش کرنا انسان کا سب سے بڑا مقصد ہونا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کے ہر لمحے میں خدا کی تلاش میں رہے،

چاہے وہ عبادت ہو، تفکر ہو، یا دنیاوی معاملات۔ خدا کی حقیقت کو سمجھنا اور اس کا قرب حاصل کرنا ہی تصوف کا اصل مقصد ہے۔ یہ شعر انسان کو اندر کی جستجو کی طرف مائل کرتا ہے۔ تصوف میں انسان کو کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے دل کو اللہ کی طرف مائل کرے اور اپنی سوچوں، جذبات، اور خواہشات میں اللہ کی موجودگی تلاش کرے۔ اللہ کی حقیقت کو پانے کے لیے، انسان کو اپنی فطری حالت سے اوپر اٹھ کر اپنے باطن کو صاف کرنا پڑتا ہے۔

8.3 "نہ کر سجدہ غیر خُدا نوں"

یہ مصرعہ "نہ کر سجدہ غیر خدا نوں"[16] انسان کو اپنے دل کی توجہ اور عبادت میں اللہ کے سوا کسی اور کی طرف مائل ہونے سے بچاتا ہے۔ "غیر خُدا" سے مراد دنیا کی عارضی چیزیں ہیں جو انسان کو اللہ کی عبادت سے غافل کرتی ہیں۔ حضرت خواجہ یہاں انسان کو متنبہ کر رہے ہیں کہ تمہاری عبادت، تمہارا سجدہ صرف اللہ کے لیے ہونا چاہیے۔ دنیا کی محبت، مال، شان و شوکت، اور دنیاوی تعلقات تمہیں اللہ سے دور نہ کر دیں۔ یہ مصرعہ "توکل" اور "عبادت" کے تصوف کے اصولوں سے متعلق ہے۔ تصوف میں انسان کو سکھایا جاتا ہے کہ وہ ہر قسم کی دنیاوی خواہشات سے بے پرواہ ہو کر صرف اللہ کے ساتھ اپنا رشتہ مضبوط کرے۔ سجدہ غیر خُدا کو کرنا، یعنی دنیا کی چیزوں کو خدا کی طرح اہمیت دینا، تصوف کی روح کے خلاف ہے۔

8.4 "آپے اپنا رکھ دھیان"

یہ مصرعہ "آپے اپنا رکھ دھیان "[17] انسان کو اپنی ذات پر توجہ مرکوز کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ "آپے" سے مراد انسان کی اپنی

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.4, Issue 02, July to Dec. 2025,
Page No. 34-44

اندرونی حقیقت ہے، اور "دھیان" کا مطلب ہے کہ وہ اپنی روحانی حالت پر توجہ دے۔ حضرت خواجہ کا پیغام یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی حقیقت کو سمجھ کر اپنی زندگی کے مقصد کی طرف قدم بڑھائے۔ تصوف میں یہ اصول ہے کہ انسان اپنے باطن کو صاف کرے تاکہ وہ اللہ کی رضا کے قریب پہنچ سکے۔ اپنے نفس پر دھیان دینا یعنی اپنے اعمال، جذبات، اور سوچوں کو اللہ کی رضا کے مطابق ڈھالنا، یہی تصوف کا اصل مقصد ہے۔ انسان جب اپنی اندرونی حالت کو بہتر بناتا ہے تو وہ اللہ کے قریب جا کر اپنے روحانی سفر کو مکمل کرتا ہے۔

مجموعی وضاحت

حضرت خواجہ پیر شاہ محمد چشتی رحمت اللہ علیہ کا یہ شعر انسان کی روحانی جستجو، خود شناسی، اور اللہ کی رضا کی تلاش کے سفر کو بیان کرتا ہے۔ شاعر یہاں انسان کو بتا رہے ہیں کہ اللہ کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے اپنی حقیقت کو جاننا ضروری ہے۔ "مَن عَرَفَ" کی اصطلاح انسان کو خودی کی حقیقت سے آگاہ کرتی ہے، اور یہ ایک اصولی پیغام دیتی ہے کہ جب تک انسان اپنی حقیقت کو نہیں جانتا، وہ اللہ کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے بعد، "سوچ اور ڈھونڈھ خدانوں" انسان کی ذہنی اور روحانی جستجو کو ظاہر کرتا ہے، جو اللہ کی طرف سفر کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ "نہ کر سجدہ غیر خُدانوں" ایک سخت تنبیہ ہے کہ انسان کو اپنی عبادت اور محبت صرف اللہ کے لیے ہونی چاہیے، اور اس کے سوا کسی چیز کو تقدیس نہ دینی چاہیے۔ آخر کار، "آپے اپنا رکھ دھیان" انسان کو اپنی روحانیت اور باطن کی صفائی کی طرف مائل کرتا ہے تاکہ وہ اللہ کے ساتھ ایک سچا تعلق قائم کر سکے۔ اس شعر میں موجود تمام پیغامات تصوف کی بنیادی تعلیمات سے جڑے ہوئے ہیں: خود شناسی، اللہ کی محبت، عبادت میں خلوص، اور دنیا سے بے نیازی۔ تصوف میں انسان کا مقصد اللہ کی قربت حاصل کرنا اور اس کی رضا کی جستجو کرنا ہے۔ حضرت خواجہ پیر شاہ محمد چشتی رحمت اللہ علیہ کا یہ شعر ایک رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ روحانی سفر پر قدم رکھنے کے لیے انسان کو اپنی ذات کی حقیقت کو سمجھنا ہو گا اور اپنے دل و دماغ کو صرف اللہ کی محبت میں غرق کرنا ہو گا۔

.9 خلاصۃ البحث

اس تحقیقی مقالے میں حضرت خواجہ پیر شاہ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے صوفیانہ پیغام کو مرکز بنا کر تصوف کی روشنی میں "قربِ الٰہی" کی جستجو کو موضوعِ سخن بنایا گیا ہے۔ یہ پیغام نہ صرف ایک روحانی تجربہ ہے بلکہ عملی زندگی کے ہر پہلو میں اللہ کی رضا کو اولین ترجیح بنانے کی دعوت دیتا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کا شعری پیغام "من عرف نوں پڑھ" انسان کو خود شناسی کی طرف مائل کرتا ہے، جو دراصل خدا شناسی کا دروازہ ہے۔ ان کے کلام میں فنافی اللہ، توکل، ذکر، تزکیہ نفس اور محبتِ الٰہی جیسے صوفیانہ اسرار کی تشریح ہے، جو طالبِ حق کو باطن کی صفائی کے ذریعے اللہ سے قرب کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے واضح کیا کہ قربِ الٰہی کا راستہ محض ظاہری عبادت سے نہیں بلکہ دل کی گہرائی، خلوص، صبر، اور دنیاوی تعلقات سے بے نیازی اختیار کرنے سے روشن ہوتا ہے۔ ان کے پیغام میں انسان کو دنیا کی عارضی لذتوں سے بچنے، نفسانی خواہشات کی تطہیر کرنے اور ہر لمحہ اللہ کے ذکر میں مشغول رہنے کی تلقین ہے۔ اس تحقیقی مقالے نے قرآن و حدیث کے حوالے سے ان کی تعلیمات کو علمی بنیادوں پر پرکھا ہے اور اس بات کو اجاگر کیا ہے کہ ایک صوفی کا اصل مقصد "رضائے الٰہی" کا حصول ہوتا ہے، جو انسان کو روحانی سکون، باطنی اطمینان، اور دنیا و آخرت کی کامیابی عطا کرتا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کے روحانی کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ "محبتِ الٰہی" تصوف کی روح ہے اور "تزکیۂ قلب" اس سفر کی بنیاد ہے۔ یہی وہ پیغام ہے جو انسان کو اندرونی ظلمت سے نکال کر معرفتِ نور کی طرف لے جاتا ہے، اور زندگی کو مقصد اور منزل عطا کرتا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف!

Vol.4, Issue 02, July to Dec. 2025,
Page No. 34-44

نتائج بحث

اس تحقیق سے یہ نتائج سامنے آتے ہیں:

1. **خودشناسی، خداشناسی کی کنجی ہے**

حضرت خواجہ صاحب کے صوفیانہ کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان جب تک اپنے نفس کی حقیقت کو نہیں پہچانتا، وہ اللہ کی معرفت تک نہیں پہنچ سکتا۔ "من عرف نَفسَہ فقد عرف ربّہ" کے صوفیانہ مفہوم کو انہوں نے اپنے کلام سے زندہ کیا۔

2. **تزکیۂ نفس، روحانی سفر کی بنیاد ہے**

تصوف کی راہ میں سب سے پہلا زینہ اپنے باطن کی صفائی اور نفس کی اصلاح ہے۔ حضرت خواجہ ثناء محمد چشتیؒ کا پیغام واضح کرتا ہے کہ دل کی تطہیر کے بغیر نہ روحانیت کا کمال حاصل ہو سکتا ہے اور نہ ہی قربِ الٰہی نصیب ہوتا ہے۔

3. **فنافی اللہ، قربتِ حقیقی کا مقام ہے**

حضرت کے ہاں روحانی ارتقاء کی معراج "فنافی اللہ" ہے، جہاں سالک اپنی انانیت کو مٹا کر خود کو خدا کی رضا میں فنا کر دیتا ہے۔ یہ مقام عبادت، ذکر، اور مسلسل مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہے۔

4. **اللہ کی رضا، حیاتِ صوفی کی معراج ہے**

صوفی کا اصل مقصد دنیاوی شہرت، مال یا مقام نہیں، بلکہ اللہ کی رضا کا حصول ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کی تعلیمات اس بات پر زور دیتی ہیں کہ ہر عمل کا مرکز اللہ کی خوشنودی ہو، تبھی دل کو حقیقی سکون ملتا ہے۔

5. **دنیا سے کنارہ کشی نہیں بلکہ دنیا میں رہ کر اللہ سے وابستگی ضروری ہے**

حضرت خواجہ ثناء محمد چشتیؒ کا پیغام رہبانیت نہیں سکھاتا، بلکہ دنیاوی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے دل کو اللہ کی طرف متوجہ رکھنے کا درس دیتا ہے۔ وہ عملی تصوف کے قائل تھے، جو روحانی اور دنیاوی توازن کے ساتھ جیتا ہے۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.4, Issue 02, July to Dec. 2025,
Page No. 34-44

مصادر و مراجع

[1] ثناء محمد، پیر، چشتی، قلمی نسخہ، مملوکہ راقم، ص27

Thanāʾ Muḥammad Pīr Chishtī, Qalamī Nuskha, Mamlūkah Rāqim, p. 27

[2] رازی، فخر الدین، امام، التفسیر الکبیر، دار احیاء التراث العربی بیروت، 30/721

Rāzī , Fakhr al-Dīn, Imām ,al-Tafsīr al-Kabīr, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī Bayrūt, 30/721

[3] القرآن، 7:91

Al-Qurʾān 91:7

[4] القرآن، 22:51

[5] ثنا محمد چشتی، قلمی نسخہ، ص33

Thanāʾ Muḥammad Chishtī, p. 33

[6] القرآن، 22:51

Al-Qurʾān 51:22

[7] القرآن، 127:16

Al-Qurʾān 16:127

[8] ثنا محمد چشتی، قلمی نسخہ، ص65

Thanāʾ Muḥammad Chishtī, p. 65

[9] القرآن، 8:98

Al-Qurʾān 98:8

[10] ثنا محمد چشتی، قلمی نسخہ، ص21

Thanāʾ Muḥammad Chishtī, p. 21

[11] القرآن، 31:3

Al-Qurʾān 3:31

[12] ثنا محمد چشتی، قلمی نسخہ، ص16

Thanāʾ Muḥammad Chishtī, p. 16

[13] القرآن، 103:9

Al-Qurʾān 9:103

[14] ثنا محمد چشتی، قلمی نسخہ، ص34

Thanāʾ Muḥammad Chishtī, p. 34

[15] ثنا محمد چشتی، قلمی نسخہ، ص56

Thanāʾ Muḥammad Chishtī, p. 56

[16] ثنا محمد چشتی، قلمی نسخہ، ص54

Thanāʾ Muḥammad Chishtī, p. 54

[17] ایضاً، ص19

Ibid, P19